

قرآن مجید کے ہندی تراجم

مولانا محمد فاروق خاں - انڈیا۔

(۲)

قرآن مجید کے ہندی تراجم میں ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کے شایانِ شان ایک خاص اسلوب اور زبان طے کر کے اُس اہتمام کے ساتھ قرآن مجید کا ترجمہ کرنے کی کوشش نہیں کی گئی جو اہتمام ہیں بائبل کے ترجموں میں نظر آتا ہے۔ بائبل کے ترجمے کا ایک خاص اسلوب اور اُس کی ایک خاص زبان ہے۔ بائبل پیپر کی طرح اُس کی زبان و اسلوب بھی دنیا میں معروف و مشہور ہے۔

پھر ہندوستان کے غیر مسلموں (خاص طور سے ہندو بھائیوں) کی رعایت سے ضروری تھا کہ حتی الامکان ان کی اصطلاحات اور اُن کے مزاج و تہذیب کا بھی ترجمے میں لحاظ رکھا جاتا۔ اس طرف بھی توجہ نہیں ہو سکی۔ حالانکہ قرآن مجید کے پیغام سے مانوس اور اس سے قریب کرنے کے لیے اُن کی زبان کے ساتھ ساتھ ان کے ذوق و مزاج کا لحاظ بھی اُس حد تک ضروری تھا جس حد تک اُس کا لحاظ کرنے میں کوئی شرعی قباحت مانع نہ تھی۔

اس سلسلے میں دو ترجمے ایسے ملتے ہیں جن میں ہندو سامراج اور ان کی تہذیب اور ان کے مذہبی جذبات کی رعایت پاٹی جاتی ہے۔ اگرچہ اس رعایت میں کہیں کہیں ہمیں غلو بھی دکھائی دیتا ہے۔ ان میں سے قرآن مجید کا ایک ہندی ترجمہ تو وہ ہے جو اوزنگ زیب کی بیٹی زیب النساء کے لیے اس کے اتالیق نے تیار کر لیا تھا جس کا ذکر ہندی تراجم کے تعارف میں ہم کرتے ہیں اور دوسرا ترجمہ جو صرف قرآن مجید کی چند سورتوں اور چند اہم آیات کا ہے۔ ایک صوفی بزرگ مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی کا ہے۔

اس ترجمے کا ذکر بھی ہم کر چکے ہیں۔ ان دونوں ہی ترجموں میں ہندو تہذیب اور ان کے لسانی مزاج و ذوق کا پورا لحاظ پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جو ترجمہ زیب النساء بنت اورنگ زیب کے لیے کیا گیا تھا اس میں فارسی و عربی کے الفاظ سرے سے استعمال نہیں کئے گئے ہیں۔ ترجمے میں ہندی اور ہندی نفسیات کی رعایت بھی ملحوظ ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں:

اصل الفاظ	ترجمہ	اصل الفاظ	ترجمہ
اللہ	نارائن، بھگوان، پریشورکرتا۔	دین	دھرم - چلن
آیت	پتہ، بانگی، ٹوک، بکڑی	جہنم	زک
فرشتے	دیو	سجدہ کرو	سبیں نراؤ
فسق	چھٹالا	جبریل	دیوتا، ہیورک کرتار کا
رسول	بسیچٹ	ولی	میت
حکمت	سمجھ بوجھ، ویدانت	مغفرہ	مکت
روزہ	برت	حج	دیکھنا، درشن کرنا۔
سکینہ	سکھ چین	رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ	آند ہے کرتار بہت بڑے کا۔
عباد	سیوکوں	وحیہ	موہنی مورت
ربانی	مہنت	احبار	سیدھ
سلام علیکم	سکھتی ہو تم پر	دارالسلام	بیکٹھ بکھری
جلوہ گر ہوا	درس دیا	قیامت	پڑ لوک
یسری	سہج اور سکھ ساختہ	شہداء	سچیار
مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ	کالے کوسوں سے	شریک	سمجیار
کافر	آدھری		

مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی کے ترجمے کے بھی یہی شان ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

اصل لفظ	ترجمہ	اصل لفظ	ترجمہ
مُفْلِحُونَ	اُمنگ، پادون مار	إِلَہ	پریشم

اصل الفاظ	ترجمہ	اصل الفاظ	ترجمہ
ولی	بیت میت	مومن، من مومن	اللہ
مَمَالِكِ الْمُلُكِ	راج گوسائیں	مُجُوك	رزق
کتاب	آکاش پاتی	اَوْتَار، بھٹیٹھ	نبی
اصحاب جنت	بکینٹھ باسی	اُحِلّٰ ویدہ	قرآن مبین
وَ كُنْتُ نَسِيًّا	اور بھولی بسری	سارا سندر	مُكَلِّمٌ مِّنْ عِندِكَ
مَنْسِيًّا	ہو جاتی	مٹنہا رہے	فَاَن
يَسْأَلُهُ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	سارا سندر	اُتْم سمرن	تبیح
	اُسی کے دوا رکا	قر جاؤ گے	فلاح یاب ہو گے
	مہکائی ہے	للاٹ دھرنا	سجدہ
آیات	چنھائیاں		
یوم الدین	چکوٹی کا دن		

ان چند مثالوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان ترجموں میں ہندو سامراج و ذوق کا پورا خیال رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ بے جان اور سپاٹ نہ ہو لیکن چونکہ ترجمہ کی زبان قید ہے اس لیے اس میں سیدھا اور نکھار کی گنجائش پائی جاتی ہے۔

ہندی ترجمے بالعموم منفرد اشخاص نے کیے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ کچھ باصلاحیت اور تجربہ کار افراد پر مشتمل ایک سوسائٹی تشکیل دی جاتی اور سوسائٹی کے افراد باہم مل کر ایک ترجمہ تیار کرتے۔ اس صورت میں کامیابی کی زیادہ توقع تھی۔ بائبل کا جو بہترین ترجمہ ہمارے سامنے ہے اُس کی کامیابی کا اصل راز یہی ہے کہ اس ترجمے کے باصلاحیت افراد کا تعاون حاصل کیا گیا اور انہوں نے بائبل کے ترجمے کے لیے ایک منفرد قسم کی زبان (BIBLICAL LANGUAGE) متعین کی۔ انہوں نے جو سادہ، پاکیزہ اور دل پر اثر کرنے والی زبان تجویز کی پورے ترجمے میں اس کا لحاظ رکھا۔

بائبل کے ترجمے میں دوسری قسم کے اعتراضات تو ممکن ہیں لیکن اس کے اسلوب اور زبان پر اعتراض مشکل ہے۔ بائبل کے ترجمے پر دوسرے اعتراضات کیے جاسکتے ہیں مثلاً عبرانی میں ایل کی اصل الہیم

موجود ہے۔ یہی عربی کے اللہ کی اصل ہے۔ تورات الوہیم سے شروع ہوتی ہے۔ تورات یہ لفظ کثرت سے مستعمل ہے۔ یہی ایل کی اصل ہے۔ پریشانی کی بات یہ ہے کہ ایل یا الہ کا لفظ اللہ کے علاوہ دوسروں کے لیے بھی استعمال کرنے لگے۔ مثلاً:

”خدا کی جماعت میں خدا موجود ہے۔“

وہ الہوں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔

تم کب تک بے انصافی سے عدالت کرو گے۔

اور شریعوں کی طرف داری کرو گے۔“

(زبور ۸۲)

اس میں خدا جس لفظ کا ترجمہ کیا گیا ہے وہ ”الوہیم“ ہے۔ یہ واحد اور جمع دونوں ہی کے لیے استعمال ہو سکتا ہے۔ یم جو عبرانی میں جمع کی علامت ہے۔ تعظیم کے لیے بھی آسکتی ہے۔ پس خدا کی جماعت دراصل الہوں کی جماعت ہے۔ بعد کے فقرے کا پہلے فقرے کے مشابہ لانا عبرانی زبان کا ایک عام اسلوب ہے۔ صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ حکام کے درمیان جمع میں موجود ہے اور وہ جہوں کے درمیان عدالت کرتا ہے۔ پس کب تک بے انصافی سے عدالت کرو گے اور شریعوں کی طرف داری کرو گے۔

قرآن مجید میں بھی ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِنْ نَجْوَى ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ سَا يَعْتَلِيهِمْ وَإِلَّا هُوَ سَادِ سَهُمْ وَلَا يَدْرِي مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ وَلَا يُكْثِرُ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ إِيَّيْنا كَانُوا جِ ثُمَّ يَنْبِئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (المجادلہ - ۷)

”کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ نہیں ہوتا تین کا مشورہ مگر چوتھا وہ ہوتا ہے اور نہ پانچ کا مگر چھٹا وہ ہوتا ہے اور نہ اس کے کم بیش کا گروہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی ہوں۔ پھر ان کو خبر دے گا ان کے عمل کی قیامت کے دن۔ بے شک اللہ ہر بات جانتا ہے۔“

ایک اور مقام دیکھیں:

”پھر خداوند نے موسیٰؑ سے کہا دیکھو میں تجھے فرعون کے لیے خدا مٹھیرا یا اور تیرا

بیٹائی تیرا پیغمبر ہوگا“ (خروج ۱۰:۷)

صحیح مطلب یہ ہے کہ تجھ کو امیر مقرر کیا اور ماروٹن فرعون سے بات کرنے کے لیے تیرا سفیر ہوگا۔ اسی طرح پیدائش باب ۳۲ آیت ۲۴، ۲۹ دیکھیں۔ اس میں جہاں جہاں عفریت یا جبار وغیرہ الفاظ ہونے چاہئیں تھے، وہاں اللہ اور ایل لکھ دیئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے یعقوبؑ خدا سے کشتی رٹتے اور اس کے سامنے زور آزمائی کرتے دکھائی دینے لگے۔

اسی طرح انجیل کے ترجمہ میں بھی بعض ایسی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں کہ انجیل کی آیات کا مفہوم ہی بدل کر رہ گیا ہے۔ ڈاکٹر ٹورری کی تحقیق کی روش سے انجیل کا ترجمہ آرامی سے یونانی میں ہوا تھا۔ متعدد مقامات پر یونانی میں ترجمہ کرتے ہوئے غلطیاں ہو گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے انا جیل اربعہ کی بہت سی آیات سمجھ میں نہیں آتیں۔ یونانی سے جب دوسری زبانوں میں انجیل کے ترجمے ہوئے تو وہ غلطیاں ان ترجموں میں بھی منتقل ہو گئیں۔ ٹورری نے ان غلطیوں پر شرح و بسط کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ یہاں ہم مثال کے لیے صرف دو غلطیوں کا ذکر کریں گے۔

انجیل لوقا میں ہے:

”اور مالک نے بے ایمان مختار کی تعریف کی اس لیے اُس نے ہوشیاری

کی تھی..... اور میں تم سے کہتا ہوں کہ ناراستی کی دولت سے اپنے لیے

دوست پیدا کرو تاکہ جب وہ جاتی رہے تو یہ تم کو ہمیشہ کے مسکنوں میں جگہ دیں“

(لوقا ۱۶: ۸-۹)

”ناراستی کی دولت سے اپنے لیے دوست پیدا کرو“ یہ حضرت مسیحؑ کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ پروفیسر ٹورری کے نزدیک آرامی زبان میں استغھامیہ نشان نہیں پایا جاتا تھا لیکن سیاق و سباق کے ذریعے سے ظاہر ہوتا تھا کہ فقرہ بیان یہ نہیں استغھامیہ ہے۔ لہجہ بتاتا تھا کہ کہنے کا نشان کیا ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہوگا:

”کیا مالک نے بے ایمان مختار کی تعریف کی اس لیے کہ اس نے ہوشیاری کی تھی؟ (ہرگز نہیں)

..... اور کیا میں تم سے کہتا ہوں کہ ناراضی کی دولت سے اپنے لیے دوست

پیدا کرو؟ دہر گز نہیں۔۔۔۔۔“

یہ خائیں ہے :

”وہ نہ خون سے، نہ جسم کی خواہش سے، نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا

ہوئے۔“ (یوحنا: ۱۳)

یہاں بھی ترجمہ میں غلطی ہوئی ہے۔ حرف عطف ”و“ جس سے اگلا جملہ شروع ہوتا ہے اس آیت کے آخری لفظ فعل ”ہونا“ کا حصہ سمجھ لیا گیا۔ جس کی وجہ سے فعل واحد ہونے کے بجائے جمع ہو گیا۔ یعنی ”پیدا ہوا“ کے بجائے ”پیدا ہوئے“ ہو گیا۔ آرمی اور عبرانی میں حرف واو حرف عطف ہونے کے علاوہ جمع کی علامت بھی ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہوگا :

”وہ خون سے، نہ جسم کی خواہش سے، نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے

پیدا ہوا۔“

جہاں تک بائبل کے ترجمے کی زبان کی بات ہے۔ اس کے موثر اور مناسب ہونے سے الکار کرنا مشکل ہے۔ بائبل کے کئی انگریزی ترجمے ہوئے۔ یہ ترجمے لاطینی، یونانی، عبرانی اور انگریزی زبانوں کے بڑے بڑے ماہرین نے مل کر کیے ہیں۔ بائبل کے تراجم کی خصوصیات یہ ہیں کہ آسان انگریزی یا اردو اور ہندی زبان استعمال کرنے کے باوجود ان میں یہ خیال رکھا گیا ہے کہ کلام ربانی کی شان باقی رہے اور آج تک اس کی پابندی ہو رہی ہے۔ پروٹسٹنٹ تحریک نے بھی انجیل کا ترجمہ کرتے وقت اس نکتے کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ اسے ملحوظ رکھا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جب کسی عام انگریزی عبارت میں کسی کیریکٹر کی زبان سے ایسے جملے ادا کرنا مقصود ہوتا ہے جس میں کلام ربانی کی شان پائی جاتے تو اسے انجیل کے انداز بیان کے مشابہ رکھا جاتا ہے۔ یعنی جملے ایسے لکھے جاتے ہیں جو سادہ انگریزی ہونے کے باوجود اپنے گرد تقدس کا ہلہ رکھتے ہیں۔ اور وہ انجیل کے فقرات، استعاروں، ضرب المثلوں اور اس کی ہدایات کے مشابہ ہوتے ہیں۔

کسی مقدس کتاب کے ترجمے کے سلسلہ میں ضروری ہے کہ جس زبان میں بھی اس کا ترجمہ کرنا ہو، اس زبان میں اس لب و لہجہ کے مقدس الفاظ اور محاورات تلاش کیے جائیں جن میں کلام ربانی

کی شان پائی جاتی ہو۔

قرآن مجید کے ہندی ترجمے سے متعلق آئندہ کام کے سلسلے میں میرے نزدیک ضروری ہے کہ ترجمے کو زیادہ سے زیادہ صحیح بنانے کے ساتھ ساتھ اس کی زبان میں ایک خاص قسم کی مٹھاس، تڑپ اور تقدس لانے کی کوشش کی جائے اور یہ کوشش ہر کہ ترجمے میں ذہن سے زیادہ دل کی تھنڈی رٹ شامل ہو جائے اور اگر کوئی بورڈیا سوسائٹی یہ خدمت انجام نہ دے سکے تو کم سے کم کسی کے کیے ہوئے ترجمے کے بچپنے سے پہلے کئی اصحابِ ذوق و معرفت اس کا مطالعہ کر لیں اور بے لالہ اپنی رائیں اور مشورے دیں تاکہ ترجمہ زیادہ سے زیادہ مفید مطلب ہو سکے۔

ترجمے میں اس کا بھی خیال رکھا جائے کہ قرآن میں جہاں کہیں سابقہ کتبِ آسمانی کے حوالہ جات لیں تو ان کے ترجمے میں بائبل کی عبارت ضرور سامنے رکھیں۔ قرآن نے بیانِ احکام اور تاریخی واقعات کے ذیل میں بھی جگہ جگہ ایسی تلمیحات رکھ دی ہیں کہ وہ اُس وقت تک پورے طور پر واضح نہیں ہوتیں جب تک کہ قدیم صحیفوں سے واقفیت نہ ہو۔

بائبل کے امتحان تک ہونے میں خواہ کسی کو شبہ ہی کیوں نہ ہو، لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے اندر کلامِ الہی اور نبیوں کے کلام کا ایک معتد بہ حصہ موجود ہے، جس کی پہچان مشکل نہیں۔ قرآن سے بھی ان کے پہچاننے میں مدد مل سکتی ہے۔

(ماخوذ از ششماہی علوم القرآن - سر سید نگر، علی گڑھ)

تصحیح ۲ غلط شمارہ دسمبر

ص ۲۰۵/۳	نیچے سے سطر ۳	يَذَّبَحُ كَبَلُ
ص ۲۰۶/۳۸	سطر ۴	وَارِثَيْنِ كَبَلُ
ص ۲۰۶/۳۸	سطر ۵	لَا تَمْلِكُنَّ كَبَلُ
ص ۲۰۶/۳۸	سطر ۹	فَالْتَقَطَهُ كَبَلُ
ص ۲۰۶/۳۸	نیچے سے سطر ۳	كَيْدَ الْكَافِرِينَ كَبَلُ